سوال

(123) بیعت کرنا اور راہ تصوف پر چلنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا کسی صوفی یا اہل علم کی بیعت کرنا اور راہ تصوف پر چلنا جائز ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

صرف مسلمانوں کے خلیفہ اور امام کی بیعت کرنا جائز ہے، اہل حل وعقد علماء، فضلاء اور ذمہ داران حکومت اس کی بیعت کریں گے۔ جس سے اس کی ولایت ثابت ہو جائے گی۔ عامۃ الناس کے لیئے اس کی بیعت کرنا ضروری نہیں ہے۔ ان پر صرف اتنا لازم ہے کہ وہ اطاعت الہی میں اس کی فرمانبرداری کریں۔

امام مارزی فرماتے ہیں :

يَكْفِي فِي بَيْعَةِ الإِمَامِ أَنْ يَقَعَ مِنْ أَهْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ وَلاَيَجِبُ الاسْتِيعَاب , وَلاَيَلْزَمُ كُلَّ أَحَدٍ أَنْ يَحْضُرَ عِنْدَهُ وَيَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ , بَلْ يَكْفِي اِلْتِزَامُ طَاعَتِهِ وَالانْقِيَادُ لَهُ بِأَنْ لاَيُخَالِفَهُ وَلا يَشُقَّ الْعَصَا عَلَيْهِ انتهى [نقلاً من فتح الباري]

امام کی بیعت میں اہل حل وعقد کی بیعت ہی کافی ہے۔ بیعت بالاستیعاب واجب نہیں ہے۔ ہر شخص پر ضروری نہیں ہے کہ وہ امام کے پاس حاضر ہو اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے۔ بلکہ اس پر اتنا ہی لازم ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے اور اس کی مخالفت نہ کرے، اور اس کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائے۔

اور بیعت کے حوالے سے وارد تمام احادیث سے امام کی بیعت مراد ہے۔ دیگر افراد یا جماعتوں کی بیعت مراد نہیں ہے۔ شیخ صالح الفوزان ایسی بیعتوں کے بارے میں فرماتے ہیں :

" البيعة لا تكون إلا لولي أمر المسلمين ، وهذه البيعات المتعددة مبتدعة ، وهي من إفرازات الاختلاف ، والواجب على المسلمين الذين هم في بلد واحد وفي مملكة واحدة أن تكون بيعتهم واحدة لإمام واحد ، ولا يجوز المبايعات المتعددة۔ (المنتقى من فتاوى الشيخ صالح الفوزان 1/367)

صرف مسلمانوں کے خلیفہ اور امام کی بیعت کرنا جائز ہے، اور یہ متعدد بیعتیں بدعت ہیں، اور اختلافات کا ذریعہ ہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایک ملک میں صرف ایک ہی امام کی بیعت کریں (اگر واقعی کوئی امام موجود ہو) اور متعدد بیعتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

عصر حاضر میں لوگوں نے جو تصوف کے متعدد سلسلے شروع کر رکھے ہیں، ان کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے، ان سے بچنا چاہیئے، اور خالصتاً قرآن و حدیث کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنانا چاہیئے۔

ہذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد09 ص